سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: تیئسویں

رسالہ نمبر 7

خیر الآمال ۱۳۱۸ھ
فی حکم الکسب والسوال

کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امید

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
خیر الاٰمال فی حکم الکسب والسوال ۱۳۱۸ھ
(کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۲۹۷: از ملک بنگالہ ضلع پاپناڈاکخانہ سوبگاچہ موضع چر قاضی پور مرسلہ مولوی امید علی صاحب ۷ /۲جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روپیہ کمانا کس وقت فرض ہے، کس وقت مستحب، کس وقت مکروہ، کس وقت حرام، اور سوال کرنا کب جائز ہے کب ناجائز؟ **بیّنوا توجروا۔**

الجواب:

یہ مسئلہ بہت طویل الذیل ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار، یہاں اس کے بعض صور وضوابط، پر اقتصار۔

فاقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق کے ساتھ کہتاہوں۔ت) کسب کے لئے ایک **مبدء** ہے یعنی وہ ذریعہ جس سے مال حاصل کیاجائے، اور ایک **غایت** یعنی وہ غرض کہ تحصیل مال سے مقصود ہو، ان دونوں میں ذاتًا خواہ عارضًا احکامِ نہ گانہ، ۱فرض، ۲واجب، ۳سنت،

۴مستحب، ۵مباح، ۶مکروہ تنزیہی، ۷اساءت، ۸مکروہ تحریمی، ۹حرام سب جاری ہیں،اور دونوں کے اعتبار سے کسب پر احکام مختلفہ طاری ہیں، نفس کسب بے لحاظ مبادی وغایات کوئی حکم خاص نہیں رکھتا۔

ذرائع میں حرام: جیسے غصب ورشوت وسرقہ وربا،یوہیں زنا وغنا وحکم خلاف ما انزل اللہ وغیرہ امورِ محرمہ کی اجرت،تلاوتِ قرآن ووعظ وتذکیر ومیلاد خوانی وغیرہا عبادات بیچ کر اسی طرح جملہ عقود باطلہ وفاسدہ قطعیہ۔

مکروہِ تحریمی: جیسے اذانِ جمعہ کے وقت تجارت۔

فی الدر المختار کرہ تحریما مع صحۃ البیع عند الاذان الاول[1]۔قلت وعبر فی الھدایۃ بالحرمۃ واعترضہ الاتقانی بان البیع جائزلکنہ یکرہ کما صرح بہ فی شرح الطحاوی لان المنع لغیرہ لایعدم المشروعیۃ واشار فی الدر الٰی جوابہ بقولہ افاد فی البحر صحۃ اطلاق الحرمۃ علی المکروہ تحریما[2] اھ وانا **اقول**:الصحۃ اذا لم تناف المنع لغیرہ لم تناف الحرمۃ ایضا کذٰلك فان المنع ولو لغیرہ لیشمل المنع ظنا فیکرہ وقطعا فیحرم ولاشك ان النھی ھٰھنا قطعی فلاادری ما احوجھم الی تأویل الحرمۃ بالکراھۃ۔	درمختار میں ہے جمعہ کی پہلی اذان کے وقت بیع اگرچہ صحیح ہے لیکن مکروہِ تحریمہ ہے، میں کہتاہوں اس کراہت کو ہدایہ میں حرمت سے تعبیر کیا ہے اور اس پر اتقانی نے اعتراض کیاکہ بیع صحیح لیکن مکروہ ہے جیساکہ شرح طحاوی میں یہ تصریح ہے،اس لئے کہ منع لغیرہٖ مشروعیت کو ختم نہیں کرتی اور درمختار میں اس اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ کیاہے کہ بحرالرائق نے افادہ کیا ہے کہ مکروہ تحریمہ پر حرمت کا اطلاق صحیح ہے اھ،**اقول**: (میں کہتاہوں کہ) جس طرح صحت منع لغیرہ کے منافی نہیں اسی طرح وہ حرمت کے منافی بھی نہیں ہے کیونکہ منع اگرچہ لغیرہ ہو وہ منع ظنی اور قطعی دونوں کو شامل ہے منع ظنی ہو تو مکروہ ہے اگر قطعی ہو تو حرام ہے اور بیشك یہاں نہی قطعی ہے تو مجھے معلوم نہیں کہ حرمت کو کراہت سے ان کو تاویل کی کیاحاجت ہوئی۔(ت)

اسی طرح دوسرا مسلمان جب ایك چیز خرید رہا ہو اور قیمت فیصل ہو گئی ہو اور گفتگو ہنوز

---

[1] الدرالمختار کتاب البیوع باب البیع الفاسد مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۰

[2] الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ باب الجمعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۳

قطع نہ ہوئی ایسی حالت میں قیمت بڑھا کر خواہ کسی طور پر خود خرید لینا،

فی الدر کرہ تحریما السوم علی سوم غیرہ ولو ذمیا اومستامنا بعد الاتفاق علی مبلغ الثمن والا لا لانہ بیع من یزید[3] اھ مختصرا۔	درمختار میں ہے کہ کسی کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا مکروہِ تحریمی ہے، اگرچہ پہلے بھاؤ والا ذمی ہو یا مستامن ہو جبکہ مبلغ ثمن پر اتفاق ہوچکا ہو ورنہ ثمن پر اتفاق کے بغیر دوسرے کا بھاؤ لگانا مکروہ نہیں کیونکہ اس صورت میں نیلامی والی بیع ہوجائے گی اھ مختصراً (ت)

یونہی تلقی جلب وبیع الحاضر للبادی وتفریق الصغیر من محرمہ وغیرہا کہ مع قیود وشروط کتب فقہ میں مفصل ہیں اسی قسم میں ہے یا نیچری وضع کے کپڑے یا جوتے سینا یا ان اشیاء خواہ تانبے پیتل کے زیوروں وغیرہا کا بیچنا اور جملہ عقود ومکاسب ممنوعہ فضیہ۔

فی ردالمحتار من الحظر عن المحیط بیع المکعب المفضض للرجل ان یلبسہ یکرہ لانہ اعانۃ علی لبس الحرام وان کان اسکافا امرہ انسان ان یتخذ لہ خفا علی زی المجوس او الفسقۃ او خیاطا امرہ ان یتخذ لہ ثوبا علی زی الفساق یکرہ لہ ان یفعل لانہ سبب التشبہ بالمجوس والفسقۃ[4]۔	ردالمحتار میں محیط کی کتاب الحظر سے منقول ہے کہ چاندی کے جڑاؤ والا جوتا مرد کو پہننے کے لئے فروخت کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ حرام لباس میں اعانت ہے، اور موچی کو اگر کوئی کہے میرے لئے مجوس یا فسّاق کی وضع والا جوتا بنادے، یا درزی سے کہے کہ فساق والا لباس بنادے تو ان کو ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوس اور فسّاق کی مشابہت کا سبب ہوگا۔ (ت)

اِساءَت: یعنی وہ کام جسے نہ مکروہِ تنزیہی کی طرح صرف خلافِ اولٰی کہا جائے جس پر ملامت بھی نہیں، نہ تحریمی کی طرح گناہ و ناجائز جس پر استحقاقِ عذاب ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ بُرا کیا قابلِ ملامت ہوا جس کا حاصل مکروہِ تنزیہی سے بڑھ کر ہے اور تحریمی سے کمتر۔

کما جنح الیہ العلامۃ الشامی	جیسا کہ علامہ شامی کا اس طرف میلان ہے

---

[3] الدرالمختار کتاب البیوع باب البیع الفاسد مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۰

[4] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۱

في ردالمحتار اقول: ولابد منه فان كل مرتبة للطلب في جانب الفعل فان بازائها مرتبة في جانب الترك فالتحريم في مقابلة الفرض في الرتبة وكراهة التحريم في رتبة الواجب، والتنزيه في رتبة المندوب، كما في ردالمحتار من بحث اوقات الصّلٰوة و قد بقيت السنة، وهي فوق المندوب ودون الواجب فوجب ان يقابلها ماهو فوق كراهة التنزيه دون التحريم وهو الاسائة وقد نصوا عليها في غير مافرع وان اغفلها كثيرون في ذكر الاقسام فليحفظ قال في الدر ترك السنة لايوجب فسادا ولاسهوا بل اساءة لو عامدا غيرمستحب[5] الخ وفي ردالمحتار عن التحرير تاركها اي السنة ليستوجبه اساءة اي التضليل واللوم[6]۔	ردالمحتار میں، **اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ ضروری ہے کیونکہ فعل میں طلب کا جو مرتبہ ہے اس کے مقابلہ میں ترک کا مرتبہ ہے، تحریم کا رتبہ بمقابلہ فرض اور مکروہ تحریمی کا بمقابلہ واجب اور مکروہ تنزیہہ بمقابلہ مندوب ہے جیسا کہ ردالمحتار میں نماز کے اوقات کی بحث میں ہے جبکہ سنت کا رتبہ باقی ہے اور وہ مندوب سے فائق اور واجب سے پست ہے تو ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ میں حکم مکروہ تنزیہہ سے فائق اور مکروہ تحریمہ سے کم ہو اور یہ مرتبہ اساءت ہے، فقہاء نے اس بحث پر کئی فروعات میں نص فرمائی ہے اگرچہ حکم کے اقسام سے بہت سے لوگوں سے غفلت ہوئی ہے، اس کو محفوظ کرو، درمختار میں فرمایا سنت کے ترک سے فساد کا حکم نہ ہوگا اور نہ ہی سہو کا، بلکہ اساءت کا حکم ہوگا جب غیر مستحب کو قصداً کرے الخ۔ ردالمحتار میں تحریر کے حوالہ سے ہے کہ سنت کا تارک اساءت یعنی ملامت و تضلیل کا مستحق ہوگا۔ (ت)

مثلاً اپنے سے اعلم کے ہوتے ہوئے عہدہ قضاء کی نوکری جبکہ وہ اس پر راضی ہو،

وهو في الدرالمختار لوقدموا غيرالاولى اساؤ ابلا اثم[7]، في ردالمحتار عن التتارخانية اساء واذاتركوا السنة لكن لاياثمون لانهم	درمختار میں ہے اگرلوگ غیراولٰی شخص کو امام بنائیں تو اساءت کے مستحق ہوں گے گنہگار نہ ہوں گے۔ ردالمحتار میں تاتارخانیہ سے منقول ہے اساءت والے ہوں گے جب وہ سنت کو ترک کریں گنہگار

[5] الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ باب صفۃ الصلٰوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۷۳

[6] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب صفۃ الصلٰوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۱۹

[7] الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ باب الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۳

قدموا رجلا صالحا وکذا الحکم فی الامارۃ والحکومۃ اما الخلافۃ وھی الامامۃ الکبرٰی فلایجوز ان یترکوا الافضل وعلیہ اجماع الامۃ[8]۔	نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے صالح شخص کو امام بنایا ہے اگرچہ غیر اولٰی ہے،اور یہی حکم امارت اور حکومت کا ہے لیکن خلافت میں جوامامت کبرٰی ہے یہ جائز نہیں کہ وہ افضل کوترک کریں اور اس پر اجماع امّت ہے(ت)

اقول: یوہیں ظہر ومغرب وعشاء کے فرض پڑھ کر سنتوں سے پہلے بیع وشراء اور ظاہرًا طلوعِ فجر کے بعد نماز صبح سے پہلے خرید وفروخت بھی اسی قبیل سے ہے جبکہ ضرورت داعی نہ ہو یوہیں ہر وہ کسب کہ خلافِ سنت یااس کا شغل ترک سنت کی طرف مؤدی ہو۔

مکروہ تنزیہی: جیسے بیع عینیہ جبکہ مبیع بائع کے پاس عود نہ کرے،مثلاً جو قرض مانگنے آیا اسے روپیہ نہ دیابلکہ دس کی چیز پندرہ کو اس کے ہاتھ بیچی کہ اس نے دس کو بازار میں بیچ لی،

فی الدر المختار شراء الشیئ الیسیر بثمن غال لحاجۃ القرض یجوز ویکرہ واقرہ المصنف[9] فی اٰخر الکفالۃ. بیع العینۃ ای بیع العین بالربح نسئۃ لیبیعھا المستقرض باقل لیقضی دینہ.اخترعہ اُکلۃ الربا وھو مکروہ مذموم شرعالمافیہ من الاعراض عن مبرۃ الاقراض[10] ،وفی ردالمحتار عن الفتح ان فعلت صورۃ یعود الی البائع جمیع مااخرجہ اوبعضہ یکرہ تحریما فان لم یعد کما اذا باعہ المدیون فی السوق فلاکراھۃ بل خلاف الاولٰی[11] اھملخصا۔	درمختار میں ہے سستی چیز کو قرض کی ضرورت پر مہنگے داموں خریدنا جائز ہے اور مکروہ ہے اس کو مصنّف نے ثابت رکھا ہے، اور انہوں نے باب الکفالہ کے آخر میں بیع عینہ کے متعلق فرمایا یعنی عین چیز کو نفع کے ساتھ ادھار فروخت کرنا تاکہ قرض لینے والا اس کو کم قیمت پر فروخت کرکے حاجت پوری کرے،یہ طریقہ سود خوروں نے ایجاد کیا ہے اور یہ مکروہ اور شرعًا مذموم ہے کیونکہ اس میں قرض دینے کی نیکی سے اعراض ہے،اور ردالمحتار میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ یہ ایسی صورت ہو کہ اس میں بائع کی طرف سے دی ہوئی چیز اس کو کل یا بعض واپس لوٹ آتی ہو اس لئے یہ مکروہ تحریمی ہے اور ایسا نہ ہو مثلاً مقروض اس

[8] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۷۵

[9] الدرالمختار کتاب البیوع فصل فی القرض مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۴۰

[10] الدرالمختار کتاب الکفالہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۶۶

[11] ردالمحتار کتاب الکفالہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۲۷۹

	چیز کو بازار میں فروخت کرے تومکروہ نہیں بلکہ خلافِ اولٰی ہے اھ ملخصًا۔ (ت)

مباح: جیسے بن کی لکڑی، جنگل کے شکار، دریا کی مچھلیاں۔

مستحب: جیسے خدمت،اولیاء وعلماء کی نوکری۔

وقدکان انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه یخدم النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم علی شبع بطنه[12]۔	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ صرف شکم سیری کے عوض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرتے تھے۔(ت)

یونہی ہر وقت کسب جس میں امورِ خیر پر اعانت ہو اگرچہ خیر صرف تقلیل شر وخیر ہو مثلاً گھات یا چنگی یا بندوبست کی نوکری اس نیت سے کہ بندگانِ خدا کارکنوں کے جبر وتعدی وظلم وزیادہ ستائی سے بچیں:

فی کفالة الدر ،النوائب ولو بغیر حق کجبایات زماننا قالوا من قام بتوزیعها بالعدل اجر[13] اھ ملخصا،وفی شهادات ردالمحتار قدمنا عن البزدوی ان القائم بتوزیع هذه النوائب السلطانیة والجبایات بالعدل بین المسلمین ماجور وان کان اصله ظلما[14] الخ **قلت** وکذٰلك نص علیه فی کفایة الهدایة وغیرها۔	درمختار کے باب کفالہ میں ہے کہ ٹیکس اگرچہ ناحق ہوں ان کو فروخت کرنا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہوتا ہے فقہاء کہتے ہیں جو شخص مزدوری پر یہ سرکاری وصولیاں کرے گا اس کو اتنا عوض دیا جائے گا اھ ملخصًا، ردالمحتار کے باب الشہادات میں ہے کہ بزدوی سے منقول گزرا ہے سرکاری وصولیاں عدل کے ساتھ اجرت پر وصول کرنے پر ثواب ہوگا اگرچہ یہ اصل میں ظلم ہوں الخ۔ **میں کہتاہوں** اسی طرح کفایۃ الہدایہ میں ہے۔(ت)

سنّت: جیسے احباب کاہدیہ قبول کرنااور عوض دینا،

احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنها ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه	احمد، بخاری،ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

[12] کنزالعمال حدیث ۳۶۸۳۸ و ۳۶۸۳۹ موسسة الرسالة بیروت ۱۳/ ۲۸۸

[13] الدرالمختار کتاب الکفالة مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۶۶

[14] ردالمحتار کتاب الشهادات باب القبول وعدمه داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۷۸

وسلم کان یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا[15]۔	ہدیہ وصول کرتے اور اس پر بدل عطافرماتے۔(ت)

اور افضل واعلیٰ کسب مسنون سلطان اسلام کے زیر نشان جہاد شرعی ہے،

احمد وابویعلی والطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال بعثت بین یدی الساعۃ بالسیف حتی یعبدوا اللہ تعالٰی وحدہ لاشریك لہ وجعل رزقی تحت ظل رمحی[16] الحدیث، واخرج ابن عدی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الزموا الجھاد وتصحوا وتستغنوا[17]۔الشیرازی فی الالقاب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الطیب کسب المسلم سھمہ فی سبیل[18] اللہ قال المناوی فی التیسیر لان ما حصل بسبب الحرص علی نصرۃ دین اللہ تعالٰی لا شیئ اطیب منہ فھو افضل من البیع وغیرہ مما مر لانہ کسب المصطفٰی وحرفتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[19]۔و	احمد، ابویعلی اور طبرانی کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے قیامت سے آگے تلوار دے کر بھیجاگیا تاکہ لوگ اللہ کی عبادت کریں، اور میرارزق نیزوں کے سائے میں ہے الحدیث۔ ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جہاد لازمًا کروتاکہ تم صحت مند اور غنی ہو جاؤ۔ شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے تخریج کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مسلمان کا پاک کسب اس کا فی سبیل اللہ تیر بنانا ہے۔امام مناوی نے تیسیر میں فرمایا: یہ اس لئے کہ جو چیز اللہ تعالٰی کے دین میں حرص کے طور ہو اس سے بڑھ کر کوئی چیز اطیب نہیں ہے لہٰذا یہ عمل تجارت وغیرہ سے افضل ہے کیونکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسب وعمل ہے اھ۔اور

[15] سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی قبول الھدایا آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۴۲

[16] مسند احمد بن حنبل عن ابن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/۹۲

[17] الکامل لابن عدی ترجمہ بشر بن آدم بصری دارالفکر بیروت ۲/ ۴۴۹

[18] الجامع الصغیر بحوالہ الشیرازی فی الالقاب عن ابن عباس حدیث ۱۱۲۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۷۳

[19] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث اطیب کسب المسلم الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۱۶۶

فی صید ردالمحتار عن الملتقی ومواھب الرحمٰن فی تفاضل انواع الکسب "افضله الجھاد ثم التجارة ثم الحراثة ثم الصناعة"[20]۔	ردالمحتار کے باب الصید میں ملتقی اور مواہب الرحمٰن سے منقول ہے کہ کسب کے اقسام میں فضیلت والا عمل جہاد ہے، پھر تجارت، پھر کاشتکاری، پھر صنعت کاری۔ (ت)

واجب: جیسے قبول عطیہ والدین جبکہ نہ لینے میں اُن کی ایذا مظنون ہو اور اگر تیقن ہو تو فرض ہوگا کہ ایذائے والدین حرام قطعی ہے اور حرام سے بچنا فرض قطعی، اسی طرح عہدہ قضاء کا قبول فرض ہے جبکہ اس کے سوا اور کوئی اہل نہ ہو،

فی الدرالمختار کرہ تحریماً التقلد ای اخذ القضاء لمن خاف الحیف ای الظلم او العجز وان تعین له او امنه لایکرہ. فتح. ثم ان انحصر فرض عیناً والا کفایة. بحر والتقلد رخصة ای مباح والترك عزیمة عندالعامة. بزازیة فالاولٰی عدمه و یحرم علی غیر الاھل الدخول فیه قطعاً من غیرتردد فی الحرمة ففیه الاحکام الخمسة[21]۔	درمختار میں ہے کہ جو شخص قضاء میں ظلم یا عجز کا خطرہ رکھتا ہو اس کو قضاء کا عہدہ قبول کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہی متعین ہو یا کمزوری کا خطرہ و خوف نہ رکھتا ہو تو مکروہ نہ ہوگا، فتح۔ پھر اگر یہ عہدہ اسی پر موقوف ہے تو قبول کرنا فرض عین ہے ورنہ فرض کفایہ ہے، بحر۔ اور قضاء کو قبول کرنا رخصت ہے یعنی مباح ہے اور ترک عزیمت ہے عام فقہاء کے نزدیک، بزازیہ، تو اولٰی یہ ہے کہ نہ قبول کرے اور غیر اہل کے لئے حرام ہے قطعًا بلاتردّد، تو اس میں پانچ حکم ہیں۔ (ت)

غایات میں فرض: جیسے خورد ونوش وپوشش بقدر سد رمق وستر عورت بلکہ اتنا کھانا جس سے نمازِ فرض کھڑے ہو کر ہوسکے اور رمضان میں روزے پر قدرت ملے۔

فی الدر الاکل فرض مقدار مایدفع الھلاك ویتمکن به من الصّلٰوة قائماً و صومه[22] اھ ملخصًا۔	درمختار میں ہے ہلاکت سے بچنے کی مقدار کھانا فرض ہے اتنا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور روزہ رکھ سکے، اھ، ملخصًا (ت)

[20] ردالمحتار کتاب الصید دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۹۷

[21] الدر المختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۳

[22] الدر المختار کتاب الحظر والاباحة مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶

یوہیں کفایت اہل وعیال وادائے دیون ونفقات مفروضہ۔

فی خزانۃ المفتین الکسب فرض وھو بقدر الکفایۃ لنفسہ وعیالہ وقضاء دیونہ ونفقۃ من یجب علیہ نفقتہ[23]۔	خزانۃ المفتین میں ہے اپنے لئے بطور کفایت، اپنی عیال، قرض کی ادائیگی اور جن کا نفقہ ذمہ میں ہے اس مقدار کے لئے کسب فرض ہے(ت)

یوہیں حج فرض جبکہ بعد فرضیت مال نہ رہا،

لان الذمۃ قد شغلت وابراؤھا عن الفرض فرض و مقدمۃ الفرض فرض۔	کیونکہ ذمہ میں بوجھ ہے اور فریضہ سے عہدہ برآ ہونا فرض ہے جبکہ فرض کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے۔(ت)

زوجہ اگرچہ غنیّہ ہو اس کا کفن دفن شوہر پر ہے، یوہی اقارب کا جبکہ مال نہ چھوڑیں بلکہ ہر مسلمان کا کفن دفن مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جب ایک شخص میں منحصر ہوجائے فرض عین ہوجائے گا۔

فی التنویر کفن من لامال لہ علی من تجب علیہ نفقتہ واختلف فی الزوج والفتوی علی وجوب کفنھا علیہ وان ترکت مالا[24] الخ وفی ردالمحتار الواجب علیہ تکفینھا وتجھیزھا الشرعیان من کفن السنۃ والکفایۃ وحنوط واجرۃ غسل وحمل ودفن[25]۔	تنویر میں ہے جس کا کفن نہ ہو مال نہ ہونے کی وجہ سے، تو جس پر اس کا نفقہ واجب ہے کفن بھی اس کے ذمہ ہے اور خاوند کے متعلق اختلاف ہے فتوٰی اس پر ہے کہ بیوی کا کفن واجب ہے اگرچہ بیوی نے اپنا مال چھوڑا ہو، الخ۔ اور ردالمحتار میں ہے کہ خاوند پر بیوی کی تکفین وتجہیز شرعی شوہر پر واجب ہے جو کفنِ سنّت یا کفنِ کفایہ ہو اور حنوط، غسل کی مزدوری، جنازہ لے جانے اور دفن کا خرچہ شوہر پر واجب ہے۔(ت)

واجب: جیسے اتنا کھانا کہ ادائے واجبات پر قادر ہو زوجہ کا حقِ جماع ادا کرسکے۔

وھذا یعد مرۃ من واجبات الدیانۃ و ان لم یجبر علیہ قضاء کما فصلناہ فی الطلاق من فتاوٰنا۔	یہ واجبات دیانت میں شمار ہے اگرچہ قضاءً اس پر جبر نہ ہوگا جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی کی طلاق کی بحث میں تفصیل ذکر کی ہے۔(ت)

[23] خزانۃ المفتین کتاب الکراھیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۰

[24] الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۲۱

[25] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنائز داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۸۱

کپڑے میں اتنی زیادت کہ انتقالات نماز وغیرہ میں زانو نہ کھلیں، یوہیں صدقہ فطر واضحیہ جبکہ بعد وجوب مال نہ رہا، غرض ہر واجب جس کی تحصیل کو مال درکار۔

سنت: جیسے نماز کے لئے عمامہ وجُبّہ و ردا وغیرہا لباس مسنون و تجمل عیدین وجمعہ وبنا وتوسیع وتطیب مساجد وصلہ رحم وہدیہ احباب ومواساۃ مساکین وخبر گیری یتامٰی وبیوگان وخدمت مہمانان وامثال ذلک سنن مالیہ یوہیں عطر ومشک وسرمہ وشانہ وآئینہ بصد اتباع اور کھانے میں تہائی پیٹ کی مقدار تک پہنچنا۔

مستحب: جیسے بنائے سقایہ وسبیل وسرا ومدارس وپُل وغیرہا۔

فی ردالمحتار عن تبیین المحارم عن بعض العلماء فی ذکر مراتب الاکل "مندوب وھو مایعینہ علی تحصیل النوافل وتعلیم العلم وتعلمہ"[26]۔	ردالمحتار میں تبیین المحارم کی نقل میں بعض علماء سے منقول ہے کہ کھانا کھانے کے مراتب کئی ہیں جن میں مندوب ومستحب وہ ہے جو نوافل اور تعلیم وتعلم کے لئے معاون بنے۔(ت)

بلکہ مہمان کے ساتھ پورا پیٹ بھر کر کھانا بھی کہ وہ ہاتھ اٹھالینے سے شرما کر بھوکا نہ رہے، یوہیں عورت کی سیر خوری اس نیت سے کہ شوہر کے لئے حفظِ جمال کرے، کم خوری لاغری وشکست رنگ وحسن کی موجب نہ ہو۔

فی الدر عن الوھبانیۃ وللزوجۃ التسمین لافوق شبعھا اھ[27] قال الشامی قال الطرسوسی فی الزوجۃ ینبغی ان یندب لھا ذٰلک وتکون ماجورۃ.قال الشارح ولا یعجبنی اطلاق اباحۃ ذٰلک فضلا عن ندبہ ولعل ذٰلک محمول علی ما اذا کان الزوج یحب السمن والا ینبغی ان تکون	درمختار میں وہبانیہ سے منقول ہے کہ بیوی کو فربہ بننا مندوب ہے جو کہ سیر ہو کر کھانے سے زائد نہ ہو اھ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ طرسوسی نے فرمایا ہے کہ بیوی میں یہ بات مستحب ہے اور وہ اجر پائے گی۔شارح نے فرمایا مجھے اس بات میں اباحت پسند نہیں چہ جائیکہ مستحب ہو، ہوسکتا ہے کہ استحباب کامعاملہ اس صورت میں ہو جب خاوند فربہ پن کو پسند کرتا ہو، ورنہ مناسب یہ ہے کہ بیوی معتدل

[26] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۵

[27] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۴

موزورہ[28] اھ اقول: فی ھذا الکلام فان الاکل الی الشبع حلال ونیة السمن غایتھا کراھة التنزیہ نعم عدم الاجر ظاھر ثم ھذا کلہ فی التسمین اما ماذکرت فواضح لاغبار علیہ۔	ہو اھ ، اقول: (میں کہتاہوں کہ) اس میں کلام ہے کیونکہ سیر ہونے تک کھانا حلال ہے اور اس میں فربہ ہونے کی نیت زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہہ ہے، ہاں اجر نہ ہونا ظاہر ہے، پھر یہ بحث فربہ ہونے میں ہے لیکن میں نے جو ذکر کیا وہ واضح اور بے غبار ہے۔ (ت)

مباح: جیسے زینت وآرائش، لباس ومکان وزیورِ زناں۔

فی خزانة المفتین بعد مامر ومباح و ھوالزیادة للزیادة والتجمل[29]۔	خزانۃ المفتین میں گزشتہ مضمون کے بعد ہے احکام انواع میں ایک نوع مباح ہے جیسے خوبصورتی اور جسم کو بڑھانے کے لئے عمدہ کھانا کھانا۔ (ت)

جبکہ یہ سب امور منکرات ومقاصد مذمومہ سے خالی ہوں ورنہ مذموم ہیں اور مقاصد محمودہ کے ساتھ بھی خالی مباح نہ رہیں گے مستحب ہوجائیں گے۔

فان المباح اتبع شیئ للنیات کما ذکرہ فی البحر الرائق و ردّ المحتار وغیرھما، وذٰلك لخلوہ فی نفسه عن کل حکم فلایزاحم شیئا یطرأ علیه من صواحبه کنیة او تأدیة الٰی خیر اوشر کمالایخفی۔	مباح چیز نیّت کے تابع ہوتی ہے جیسا کہ بحر الرائق اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے کیونکہ مباح ہر حکم سے خالی ہوتا ہے لہٰذا کسی بھی طاری ہونے والے حکم سے متعارض نہ ہوگا، مثلاً نیت سے خیر یا شر کسی کی نیت مراد ہوسکتا ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ (ت)

مکروہ تنزیہی: جیسے اپنے لئے انواعِ فواکہ سے تفکّہ۔

فی الدّر لابأس بانواع الفواکه وترکه افضل[30]۔	درمختار میں ہے مختلف انواع کے پھلوں میں کوئی حرج نہیں جبکہ ترک افضل ہے۔ (ت)

اساءت: جیسے اتباعِ شہوت نفس ولذّت طبع کے لئے ترفّہ وتنعّم بالحلال میں انہماک اسی نیت

[28] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۵

[29] خزانۃ المفتین کتاب الکراھیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۰

[30] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶

سے عمدہ کھانے، دونوں وقت سیر ہو کر کھانا، باریک نفیس بیش بہا جامے پہنا کرنا، شبانہ روز عورتوں کی طرح کنگھی چوٹی میں گرفتار رہنا کہ یہ امور اگرچہ حدِّ حریم وگناہ تک نہ پہنچیں خلافِ سنّت ضرور ہیں،

ولاشك فی توجه اللوم علیه وان لم یستحق العقاب والاحادیث فی ذٰلك كثیرة شهیرة لانسردها مخافة الاطناب **اقول**:وبه علم ان ما جنحت الیه اولٰی مما فی ردالمحتار عن شرح الملتقی فی انواع الكسوة.مباح وهو الثوب الجمیل للتزین فی الاعیاد والجمع مجامع الناس لا فی جمیع الاوقات لانه صلف وخیلاً وربما یغیظ المحتاجین فالتحرز عنه اولٰی،ومكروه وهو اللبس للتكبر[31] اھ وكذا ماذكر من محض الاباحة فی تجمل الجمع والاعیاد والمجامع محمله ما اذا لم ینوالا التجمل اما اذا نوی الاتباع فسنة لاشك كما ذكرت وكذا الكراهة فی التكبر تحمل علی الحرمة فانه حرام وكبیرة عظیمة قطعاً۔	اس پر ملامت میں شک نہیں اگرچہ مستحقِ عقاب نہیں ہے، اور اس میں کثیر احادیثِ مشہورہ وارد ہیں، ہم طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کرتے، **اقول**: (میں کہتا ہوں کہ) اس سے معلوم ہوا کہ میرا موقف بہتر ہے اس سے جس کو ردالمحتار نے شرح ملتقی سے نقل کیا ہے کہ لباس کے اقسام مباح ہیں، تو وہ عیدوں، جمعہ، اور مجمع کے لیے مباح ہیں، نہ کہ تمام اوقات میں ہر وقت ایسا کرنا بے مقصد، تکبر وغرور، اور کبھی محتاج لوگوں کو چڑانا ہے، لہٰذا اس سے بچنا بہتر ہے، اور تکبر کے طور پر لباس پہننا مکروہ ہے اھ اور یوں جو انہوں نے عید، جمعہ وغیرہ میں اباحت کا ذکر کیا ہے اس کا محمل بھی وہ ہے کہ تکبر کی بجائے صرف اپنا جمال بنانا مقصود ہو مگر اس نے شریعت کی پیروی میں ایسا لباس پہنا تو سنت ہے تو مذکور میں شک نہیں اور یونہی تکبر کی صورت میں کراہت سے مراد تحریمی ہے کیونکہ تکبر حرام ہے اور عظیم کبیرہ گناہ ہے۔ (ت)

مکروہ تحریمی: جسے محض تکاثر وتفاخر کے لئے جمع اموال۔

فی خزانة المفتین بعد مامرومكروه وهو الجمع للتفاخر والتكاثر وان كان من حل[32]۔	خزانۃ المفتین میں مذکور بیان کے بعد فرمایا: انواع احکام میں ایک نوع مکروہ ہے جیسے اظہار کثرت وفخر کے لئے مال جمع کرنا اگرچہ حلال مال سے ہو۔ (ت)

[31] ردالمحتار كتاب الحظر والاباحة فصل فی اللبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

[32] خزانة المفتین كتاب الكراهیة قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۰

یوہیں پیٹ سے زیادہ چند لقمے کھانا جن کا معدے میں بگڑ جانا مظنون نہ ہو،

فی الخانیۃ یکرہ الاکل فوق الشبع اھ[33] **اقول:** وبھذا الحمل تندفع المخالفۃ بینہ وبین مایأتی عن الدر من نص التحریم۔	خانیہ میں ہے سیر ہوجانے کے بعد کھانا مکروہ ہے اھ **اقول:** (میں کہتاہوں)اس بیان سے درمختار میں آئندہ تحریم کی نص اور اس میں مخالفت ختم ہوگئی(ت)

مگر جبکہ روزے کی قوّت مقصود ہو یا مہمان کا ساتھ دینا۔

فی التنویر مباح الی الشبع لتزید قوتہ وحرام وھو مافوقہ الا ان یقصد قوۃ صوم الغداولئلا یستحیی ضیفہ[34] اھ **اقول:** والاستثناء اذا حمل علی ماذکرت صح قطعاً ویکون قولہ حرام یشمل المکروہ فلا یکون منقطعافافھم۔	تنویر میں ہے سیر ہونے تک کھانا مباح ہے جبکہ حصول قوت مقصد ہو اور اس سے زائد حرام ہے، لیکن اگر صبح روزہ رکھنے یا مہمان کے حیاء کے احساس کی وجہ سے زائد کھائے تو حرام نہ ہوگا اھ **اقول:** (میں کہتاہوں)آپ کے ذکر کردہ پر محمول کیا جائے تو استثناء قطعًا صحیح ہے اور حرام سے مراد مکروہ تحریمہ ہو تو یہ استثناء منقطع نہ ہوگا، غور کرو۔(ت)

یوہیں لباس شہرت پہننا یعنی اس قدر چمکیلا نادر ہو جس پر انگلیاں اُٹھیں اور بالقصد اتنا ناقص وخسیس کرنا بھی ممنوع ہے جس پر نگاہیں پڑیں یونہی ہر انوکھی اچنبھے کی ہیأت وضع تراش خراش کہ وجہ انگشت نمائی ہو۔ سنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسندِ حسن مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لبس ثوب شھرۃ البسہ اللہ یوم القیمۃ ثوبا مثلہ[35] وعند ابن ماجۃ ثوب مذلۃ[36] زاد ابوداؤد فی روایۃ ثم یلھب	جس نے شہرت کا لباس پہنا اس کو اللہ تعالٰی بھی ایسا ہی لباس پہنائے گا، اور ابن ماجہ میں "ذلّت کا لباس" اور ابوداؤد کی ایک روایت میں

[33] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ ومایکرہ اکلہ الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰

[34] الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ ومایکرہ اکلہ الخ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶

[35] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۲

[36] سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من لبس شھرۃ من الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۶

فیہ النار[37]۔	"پھر جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا" کے الفاظ ہیں۔(ت)

جو شہرت کے کپڑے پہنے گا اللہ تعالٰی اسے روزِ قیامت ویسا ہی لباسِ شہرت پہنائے گا جس سے عرصات محشر میں معاذاللہ ذلّت و تفضیح ہو پھر اُس میں آگ لگا کر بھڑکا دی جائے گی والعیاذ باللہ تعالٰی۔

فی ردالمحتار عن الدر المنتقی نھی عن الشھر تین وھو ماکان فی نھایۃ النفاسۃ اوالخساسۃ[38] اھ **اقول:** ولا یختص بھما بل لوکان بینھما و کان علی ھیأۃ عجیبۃ غریبۃ توجب الشھرۃ وشخوص الابصار کان لباس شھرۃ قطعا۔	ردالمحتار میں الدر المنتقی سے منقول ہے کہ دو شہرتوں سے منع فرمایا، ایک حد سے زیادہ نفاست اور دوسری حد سے زیادہ رسوائی سے، اھ، **اقول:** (میں کہتا ہوں) ان دونوں سے خاص نہیں بلکہ عجیب و غریب حالت بنانا جو شہرت کا باعث ہو اور لوگوں کے لئے نظارہ بنے وہ قطعاً سب شہرت کا لباس ہے۔(ت)

حرام: جیسے ریشمی کپڑے، مغرق ٹوپیاں، یونہیں پیٹ سے اوپر اتنا کھانا جس کے بگڑ جانے کا ظن ہو۔

فی الدر حرام فوق الشبع وھو اکل طعام غلب علی ظنہ انہ افسد معدتہ وکذا فی الشرب قھستانی[39]۔	درمختار میں ہے سیرابی سے زیادہ وہ کھانا حرام ہے جس کے متعلق ظن غالب ہو کہ وہ معدہ کو خراب کرے گا، اور یونہی پینے کا معاملہ ہے، قہستانی۔(ت)

جب یہ صورتیں معلوم ہولیں اب احکام کسب کی طرف چلئے، **فاقول:** وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) ظاہر ہے کہ کسب یعنی تحصیل مال کو خواہ روپیہ ہو یا طعام یا لباس یا کوئی شے سبب و غرض دونوں سے ناگزیر ہے، اور احکامِ نہ گانہ ۹ میں پہلے چار جانبِ طلب ہیں جن میں فرض وواجب کی طلبِ جازم ہے اور سنت و مستحب کی غیر جازم اور پچھلے

[37] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۲

[38] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

[39] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶

چار جانب نہی ہیں جن میں مکروہ تنزیہی واساءت سے نہی ارشادی اور تحریمی وحرام سے حتمی اور مباح طلب و نہی دونوں سے خالی، اب اگر سبب وغرض دونوں اقسام تسعہ سے ایک ہی قسم کے ہیں جب توظاہر کہ وہی حکم کسب پر ہوگا مثلاً ذریعہ بھی فرض اور غرض بھی فرض، تو ایسا کسب دوہرا فرض ہوگا اور دونوں حرام تو دونا حرام وعلٰی ہذا القیاس اور اگر مختلف اقسام سے ہیں تو تین حال سے خالی نہیں:

اولاً: اختلاف جانب واحد مثلاً طلب یا نہی کے اقسام میں ہو جیسے سبب فرض ہو غرض واجب یا سبب مکروہ تنزیہی غرض حرام۔

ثانیاً: اختلاف، اختلاف جانب وسط ہو مثلاً سبب واجب یا حرام اور غرض مباح یا بالعکس، ان دونوں صورتوں میں کسب اشد واقوی کا تابع ہوگا مثلاً فرض ووجوب کا اختلاف ہے تو فرض اور وجوب وسنیت کا تو واجب، اور ایک مباح اور دوسرا اور کسی قسم کا ہے تو کسب اسی قسم کا ہوگا۔

لما مر من ان المباح ساذج عار یکتسی بکل رداء و یتلون بلون کل مایمارج والضعیف من جانب یندرج فی القوی منہ۔	جیسے گزرا کہ مباح، احکام سے خالی ہوتا اور ہر پہلو اختیار کر لیتا ہے، اور ایک طرف سے ضعیف ہو تو اپنے سے قوی میں درج ہوتا ہے۔ (ت)

ثالثاً: اختلاف، اختلاف جانبین ہو یعنی سبب جانب طلب میں ہے اور غرض جانب نہی یا بالعکس، صورتِ اولٰی میں کسب مطلقاً حکم غرض کا مورد رہے گا، مثلاً غرض حرام ہے تو حرمت وگناہ نقد وقت ہے گو سبب فرض واجب ہو حتی کہ اگر سبب اعلٰی درجہ طلب میں ہو یعنی فرض اور غرض ادنٰی درجہ نہی میں یعنی مکروہ تنزیہی جب بھی کسب مکروہ تنزیہی سے خالی نہیں ہوسکتا اگرچہ سبب فی نفسہٖ فرض ہے وجہ یہ کہ کوئی غرض معین، کسب کے لئے لازم نہیں وہ اختلاف نیت سے مختلف ہوسکتی ہے اور ہر وقت اپنے اختیار سے امکانِ تبدل رکھتی ہے، مانا کہ سبب فرض تھا مگر جب اس نے اسے کسی امرِ حرام یا ناپسندیدہ کی نیت سے کیا ضرور حرمت وناپسندی میں گرفتار ہوا کہ ایسی نیت کیوں کی، اگر کوئی نیت فرض یا واجب حاضر نہ تھی تو اقل درجہ نیت مباح پر قادر تھا اس کی نظیر نماز ہے کہ دکھاوے کو پڑھی جائے، اگرچہ نماز فی نفسہٖ فرض ہے مگر نیت خبیثہ موجبِ تحریم ہوگی، اور صورت عکس میں یعنی جب سبب جانب نہی ہوا اور غرض جانبِ طلب۔ اگر وہ سبب متعین نہ تھا بلکہ اس کا غیر کہ نہی سے خالی ہو ممکن تھا تو اس صورت

میں بھی کسب مطلقًا مورد نہی ہوگا کہ غرض اگرچہ فرض ہے جب ذریعہ مباح سے مل سکتی تھی تو حرام یا مکروہ کی طرف جانا اپنے اختیار سے ہوا اور اس کا الزام لازم آیا اور اگر سبب متعین تھا کہ دوسرا طریقہ قدرت ہی میں نہیں تو اب دو۲ صورتیں ہوں گی:

اوّل: غرض وسبب کی نہی وطلب دونوں ایک ہی مرتبہ میں ہوں مثلاً سبب حرام، غرض فرض سبب مکروہ تحریمی، غرض واجب، سبب میں اساءت، غرض سنت، سبب مکروہ تحریمی غرض واجب سبب میں اساءت، غرض سنت، سبب مکروہ تنزیہی، غرض مستحب اور صرف اسی قدر کافی نہیں بلکہ نوع واحد میں تفاوت وقوت پر بھی نظر لازم کہ حرام کا ترک فرض ہے اور فرض کا ترک حرام، اور بعض فرض، بعض دیگر سے اعظم وآکد ہوتے ہیں، اور بعض حرام بعض دیگر سے اشنع واشد، تو یہ دیکھا جائے گا کہ مثلاً فرض غرض کے ترک سے جو حرمت لازم آئے گی وہ اس حرمت سے کیا نسبت رکھتی ہے جو اس سبب حرام کے ارتکاب میں ہے جب سب وجوہ سے طرفین میں تساوی قوت ثابت ہو تو حکم کسب میں اتباع سبب یعنی جانبِ نہی کو ترجیح رہے گی،

لان اعتناء الشرع بالمنهيات اشد من اعتنائه بالمامورات ولذا قال صلى الله تعالٰى عليه وسلم اذا امرتكم بشيئ فأتوا منه مااستطعتم واذا نهيتكم عن شيئ فاجتنبوه[40] وروى فى الكشف حديثا لترك ذرة مما نهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين، قاله فى الاشباه[41] ولنا فى المقام تحقيقات نفائس المنا بكثير منها فى ماعلقنا على كتاب "اذاقة الاثام	کیونکہ ممنوعات سے متعلق شرح کا حکم مہتم ہوتا ہے جبکہ مامورات کا اہتمام اس قدر نہیں ہوتا، اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اپنی استطاعت پر بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اجتناب کرو۔ کشف میں مروی ہے کہ اللہ تعالٰی کے منع کردہ سے ذرّہ بھر بھی باز رہنا جِن وانسان کی عبادت سے افضل ہے، انہوں نے اشباہ میں بیان کیا ہے، ہمارا یہاں کلام نفیس ہے جس کو ہم نے اپنے والد گرامی قدر کی کتاب "اذاقۃ الاثام لمانعی

[40] صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۸۲، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۶۲

[41] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۲۵

لمانعی عمل المولد والقیام من تصانیف خاتمۃ المحققین الاماجد سیّدنا الوالد قدس سرّہ الماجد۔	عمل المولد والقیام "کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔(ت)

دونوں کی قوت کم وبیش ہو اس صورت میں اقوی کا اتباع ہوگا، سبب ہو خواہ غرض۔ مثلاً مالِ غیر بے اذن لینا حرام ہے اور خوک وخمر کی حرمت اس سے بھی زائد اور سدرمق اور دفع جوع قاتل وعطش مہلک کی فرضیت ان سب سے اقوی ہے لہذا حالت مخمصہ میں ان اشیاء کا تناول اسی قدر جس سے ہلاک دفع ہو لازم ہوا اور جانب غرض کو ترجیح دی گئی اور اگر مضطر کچھ نہیں پاتا مگر یہ کہ کسی انسان کا ہاتھ کاٹ کر کھائے تو حلال نہیں اگرچہ اس شخص نے اجازت بھی دی ہو کہ حرمت انسان اس فرض سے اقوی ہے لہذا جانب سبب کو ترجیح رہی۔

فی الدر الاکل للغذاء والشرب للعطش ولو من حرام اومیتۃ او مال غیرہ وان ضمنہ فرض، یثاب علیہ بحکم الحدیث ولکن مقدار مایدفع الانسان الھلاك عن نفسہ[42] اھ وفی الشامیۃ عن وجیز الکردری ان قال لہ اٰخر اقطع یدی وکلھا لایحل لان لحم الانسان لایباح فی الاضطرار لکرامتہ[43]۔	درمختار میں ہے: غذا کے لئے کھانا اور پیاس کی وجہ سے پینا اگرچہ حرام، مردار یا غیر کا مال ہو تو جب اس کے ضمن میں فرض ہے تو ثواب پائے گا حدیث کے مطابق۔ لیکن یہ اس مقدار کے لئے جس قدر سے انسان اپنے کو ہلاکت سے بچاسکے، اھ، اور شامی کے فتاوٰی میں وجیز کردری سے منقول ہے اگر کسی نے دوسرے شخص کو کہا میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو، تو یہ حلال نہیں کیونکہ انسان کا گوشت اضطراری حالت میں بھی مباح نہیں انسانی کرامت کی وجہ سے۔(ت)

یہ تقریر منیر حفظ رکھنے کی ہے کہ اوّل تاآخر اس تحقیق جمیل وضبط جلیل کے ساتھ اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گی وباللہ التوفیق انہیں ضوابط سے دوسرے سوال اعنی مسئلہ سوال کا حکم منکشف ہوسکتا ہے جب غرض ضروری نہ ہو تو سوال حرام، مثلاً آج کا کھانے کو موجود ہے توکل کے لئے سوال حلال نہیں کہ کل تک کی زندگی بھی معلوم نہیں کھانے کی ضرورت درکنار۔ یونہیں رسومِ شادی کے لئے سوال حرام کہ نکاح شرع

[42] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۶
[43] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۱۵

میں ایجاب وقبول کانام ہے جس کے لئے ایک پیسہ کی بھی ضرورت شرعًا نہیں،اور اگر غرض ضروری اور بے سوال کسی طریقہ حلال سے دفع ہوسکتی ہے جب بھی سوال حرام،مثلاً کھانے کو کچھ پاس نہیں مگر ہاتھ میں ہنر ہے یا آدمی قوی تندرست قابل مزدوری ہے کہ اپنی صنعت یا اُجرت سے بقدرِ حاجت پیدا کرسکتا ہے قبل اس کے کہ احتیاج تابحد مخمصہ پہنچے تو اسے سوال حلال نہیں،نہ اسے دینا جائز کہ ایسوں کو دینا انہیں کسبِ حرام کامؤید ہوتا ہے اگر کوئی نہ دے تو جھک مار کر آپ ہی محنت مزدوری کریں اور اگر دوسرا طریقہ حلال میسر نہیں حرفت وصنعت کچھ نہیں جانتا نہ محنت ومزدوری پر قادر ہے خواہ بوجہ مرض یا ضعف خلقی یا نازپروردگی یا کسب کرتو سکتا ہے مگر حاجت فوری ہے کسب پر محول کرنا تاتریاق ازعراق کامضمون ہواجاتا ہے تو سوال حلال ہوگا کہ ہر ان صورتوں میں کارروائی یوہیں ہوسکتی ہے کہ مانگ کرلے یا چھین کر یا چُرا کر یا کوئی حرام یا مردار کھائے اور سرقہ وغصب کی حرمت سوال سے اشد ہے اور حرام ومردار کی غصب وقہر سے بھی سخت تر،یہ صورتیں توظاہر ہیں اور علماء نے بوجہ اشتغال جہاد ومشغولی طلب علم دین،فرصت کسب نہ پانے کو بھی وجوہ معذوری سے شمار فرمایا اور ایسے کے لئے سوال حلال بتایا جب مدار ضرورت غرض وتعین ذریعہ پر ٹھہرا تو کچھ اکل وشرب ہی کی تخصیص نہیں کہ جس کے پاس ایک دن کا قوت ہے اسے سوال مطلقاً منع ہو بلکہ اگر دس دن کا کھانا موجود ہے اور کپڑا نہیں یا کپڑا بھی ہے مگر ہلکا کہ جاڑے کی آفت روک سکتا نہیں اور طریقہ تحصیل کوئی دوسرا نہیں کپڑے کے لئے سوال ناروا نہیں،یوہیں اگر کھانے پہننے سب کو موجود ہے مگر مدیون ہے تو اگر کچھ مال فاضل رکھا ہے جسے بیچ کر ادا کرے یا کماکر دے سکتا ہے تو سوال حرام،اور اگر کمائی سے بعد نفقہ ضروری کے کچھ نہیں بچاسکتا اور قرض خواہ گردن پر چھری رکھے ہوئے ہے تو اداکے لئے سوال حلال۔

فی الدر المختار لایحل ان یسأل شیئا من القوت من لہ قوت یومہ بالفعل اوبالقوۃ کالتصحیح المکتسب ویأثم معطیہ ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم ولو سأل للکسوۃ اولاشغالہ عن الکسب بالجھاد اوطلب العلم جاز لو محتاجا[44] اھ وفیہ من النفقات تحب	درمختار میں ہے جائز نہیں اسے سوال جس کے پاس ایک دن کا گزارہ بالفعل یا بالقوۃ ہے جیسا کہ تندرست شخص کمائی کے قابل ہو اور اس کے حال سے آگاہی کے باوجود اس کو دینے والا گنہگار ہوگا حرام پر اعانت کی وجہ سے،اگر جسم ڈھانپنے کے لئے یا جہاد میں مصروف ہونے کی وجہ سے کسب نہ کرسکنے یا طلب علم کی مصروفیت میں کسب نہ کرسکنے کی وجہ سے سوال کرے تو ضرورت یا حاجت مند ہو تو سوال کرنا جائز ہے اھ،اسی کے

[44] الدرالمختار کتاب الزکوۃ باب المصرف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۴۲

ایضا لکل ذی رحم محرم صغیرا او انثٰی ولو بالغة صحیحة او الذکر بالغا عاجزا عن الکسب بنحو زمانة کعمی وعته وفلج زاد فی الملتقی والمختار او لایحسن الکسب لحرفة او لکونه من ذوی البیوتات[45] اھ قال الشامی ای من اھل الشرف[46] الخ، واللہ سبحٰنه وتعالٰی اعلم۔	باب النفقہ میں ہے نفقہ واجب ہے ہر نابالغ ذی محرم یا عورت اگرچہ بالغہ صحیحہ یا مرد بالغ ہو لیکن جسمانی معذور ہونے کی وجہ سے کسب سے عاجز ہے جیسے نابینا، ہاتھ پاؤں مفلوج وغیرہ، ملتقی اور مختار میں زائد کیا جو کوئی اچھا کسب نہیں رکھتا یا گھریلو عورتیں اھ۔شامی نے فرمایا یعنی اہل شرف لوگ الخ۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

رسالہ

خیر الأمال فی حکم الکسب والسوال

ختم ہوا۔

---

[45] الدر المختار کتاب الطلاق باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۷۶

[46] ردالمحتار کتاب الطلاق باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ٦٨١